ہندوستانی تاریخ کے مسلم عہد کی تدوین اور استشراقی تحقیقات

یاسر عرفات اعوان☆

Abstract:

"Muslim period of the Indian history was remarkable which brought rule of law, equality, religious harmony and prosperity in all spheres of life of the Indian society .Many Hindu writers have admitted the Muslim's contribution, effects & role in the development of sub-continent. After its conquest over Indian rule the colonial power was joined by Orientalism on intellectual grounds who has been working for the colonialism in the world.

Orientalists compiled the Indian history but they committed distortion and falsifications to strengthen the imperial objectives & British regime. They showed that the Hindus suffered terrible indignities under Muslim rule. According to them Muslim's rule was the dark period of the Indian history, having written this their aim was to develop repugnance among the natives. Some glimpses have been collected with critical analysis in this article from the historical literature of the Orientalism to understand the methodology & approach of the orientalists."

ہندوستان میں مسلمانوں کا دورِ حکومت طویل عرصہ تک قائم رہا اور اس دور میں سرزمینِ ہند نے مختلف میادین میں تعمیر و ترقی کی اعلیٰ منزلیں طے کیں مسلمانوں کے طرزِ فکر و عمل نے اس خطے کی انفرادی و اجتماعی زندگی پر گہرے اثرات ثبت کیے۔ مختلف ادیان و روایات کے حاملین صدیوں مسلمانوں کے زیرِ اقتدار رہے اور حکمرانوں کے عدل و انصاف اور نیک برتاؤ کی وجہ سے ہندوستانی معاشرہ امن و

☆ لیکچرار شعبۂ اسلامیات، جی سی یونیورسٹی، فیصل آباد

رواداری کی عمدہ مثال بنا رہا۔ غیر مسلم رعایا کے مذہبی معتقدات اور ان کی معاشرتی زندگی میں کبھی مداخلت نہ کی گئی جس کا تذکرہ متعدد غیر مسلم مؤرخین نے بھی اپنی کتب ہائے تاریخ میں کیا ہے۔ مسلم دورِ اقتدار میں علوم وفنون کی تعمیری سرگرمیوں کی نہ صرف حوصلہ افزائی کی جاتی رہی بلکہ اکثر مواقع پر ریاست سرپرستی بھی کرتی رہی۔ سلاطینِ ہند کے عدل وانصاف نے دیگر ادیان کے لوگوں کو اسلام کی طرف راغب کیا جس کی بدولت بڑے پیمانے پر لوگ دائرۂ اسلام میں داخل ہوئے بلاشبہ ہندوستانی تاریخ کا مسلم عہد برصغیر کا زریں دور تھا۔

برصغیر میں سیاسی اقتدار پر قابض ہونے کے بعد انگریز حکومت نے ''تقسیم کرو اور حکومت چلاؤ'' کے اصول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے ہندو مسلم تعلقات میں کشیدگی پیدا کرنے کی کوشش کی جس کے لیے علمی و فکری محاذ پر حکومت کو مستشرقین (Orientalists) کی معیت حاصل ہوئی جو دُنیائے عالم میں استعماری اقتدار کو جواز وفراہم کرنے کے لیے علمی وتحقیقی میادین میں سرگرمِ عمل تھے۔

ڈاکٹر احمد غراب لکھتے ہیں:

"The History of orientalism shows that it was closely connected with the needs and purposes of colonialism and with Christian missionary ambitions."(1)

استشراقی محققین نے اسلام، پیغمبرِ اسلام، تاریخِ اسلام اور اسلامی تہذیب وتمدن کو خاص طور پر اپنی تحقیقات کا موضوع بنایا ان کی علمی وتحقیقی سرگرمی کے بعض پہلو قابلِ قدر ہیں کہ جس کے باعث کئی علمی نوادرات منصۂ شہود پر آئے لیکن بحیثیت مجموعی اسلام ومسلمان کی جو تصویر کشی کی گئی وہ حقیقت سے بعید تر تھی یہی وجہ ہے کہ مسلمان علماء استشراق کو اسلام مخالف تحریک قرار دیتے ہیں۔

مستشرقین نے تاریخ ہندوستان کو مرتب ومدوّن کیا یہ کام سرانجام دینے والے استشراقی علماء میں جیمس مِل (James Mill)، الفنسٹن (Elphinstone)، ہنری ایلیٹ (Henry Elliot)، اور لین پول (Lane Poole)، نمایاں اہمیت کے حامل ہیں۔ جیمس مِل نے ''تاریخ برطانوی ہند'' (History of British India) کے نام سے کتاب لکھی جو ۱۸۱۷ء میں شائع ہوئی۔ مِل وہ پہلا مؤرخ ہے جس نے تاریخ کو مسلم اور ہندو ادوار میں تقسیم کرکے ہندوؤں اور مسلمانوں کے سماجی نظام کے اختلافی پہلوؤں کو اُجاگر کیا۔ جس کا مقصد باہم نفرت کو فروغ دینے اور اتحاد واتفاق کی راہیں مسدود کرنے کے علاوہ کچھ نہ تھا۔

مِل کی طرح نظریۂ افادیت (Utilitarianism) کے تحت تاریخ لکھنے والے مؤرخین میں ایچ جی کین (H. G. Keene) بھی شامل ہیں کہ جو برطانوی اقتدار کو ہندوستانیوں کے لیے مسیحا کے طور پر پیش کرتے ہیں اور ماقبل ادوار کو ظلم وجور اور قتل وغارت گری کا زمانہ قرار دیتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

"The English has been saviours of India during whole

centuries the History of India presents one continuing spectacle of murder and devastation. The bloody era terminates with the conquest of India by the English, whose rule has been in comparable more mild, Human and just than all governments under which the Hindus has ever lived."(2)

کین کے مطابق اہلِ ہند انگریزی اقتدار سے قبل دورِ ظلمت میں رہ رہے تھے اور نئی حکومت کے تحت انھیں حقیقی قدر و منزلت اور عدل و انصاف ملا۔ حالانکہ تاریخی ادب کے مطالعے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اہلِ ہند فکر و نظر کے بُعد کے باوجود برسوں سے امن و سکون سے جی رہے تھے۔ مسلمان حکمرانوں کے عمدہ نظم و نسق، عدل و انصاف اور نیک برتاؤ کی وجہ سے رعایا انھیں مسیحا سمجھتی تھی۔

ہندوستانی معاشرہ پر مسلمانوں کے اثرات و احسانات کا اعتراف خود ہندو مؤرخین اور علماء نے بھی کیا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو لکھتے ہیں:

''شمال مغرب سے آنے والے حملہ آوروں اور اسلام کی آمد ہندوستان کی تاریخ میں کافی اہمیت رکھتی ہے۔ اس نے ان خرابیوں کو جو ہندو سماج میں پیدا ہو گئی تھیں یعنی ذاتوں کی تفریق، چھوت چھات اور انتہا درجہ کی خلوت پسندی کو بالکل آشکارا کر دیا اسلام کے اخوت کے نظریہ اور مسلمانوں کی عملی مساوات نے ہندوؤں کے ذہن پر بہت گہرا اثر ڈالا خصوصاً وہ لوگ جو ہندو سماج میں برابری کے حقوق سے محروم تھے اس سے بہت متاثر ہوئے۔''(۳)

مسلمانوں کے دورِ اقتدار میں ہندوؤں کو مذہبی آزادی حاصل تھی اور وہ اپنی صلاحیت و قابلیت کی بنیاد پر انتظامی و فوجی اداروں میں بھی شامل کیے جاتے تھے۔ سلطان محمود غزنوی (جسے خاص طور پر مستشرقین ظالم و سفاک اور ہندو دُشمن کے طور پر ذکر کرتے ہیں۔) کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر ایشوری ٹوپا لکھتے ہیں:

"....The Hindus enjoyed full religious freedom under the reign of Mahmud. They were not only employed were recruited in the Army without considering their religion as an objection."(4)

الفنسٹن نے ہندوستان کی مفصل تاریخ ''تاریخِ ہند'' (History of India) کے نام سے لکھی۔ مستشرقین کا مقصد وحید چونکہ برطانوی اقتدار کو جواز فراہم کرنا تھا اس لیے الفنسٹن نے بھی استعماری اقتدار سے قبل کی حکومتوں کو ظلم و زیادتی کی حامل قرار دیا۔ مثلاً مسلمان حکمران محمود غزنوی کو ظالم اور غارت گر ذکر کرنے کے بعد وہ شہاب الدین غوری کو غزنوی سے بڑھ کر سفاک قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"Shahab-ud-Din was more sanguinary then Mahmud."(5)

الفنسٹن کا یہ قول استعماری فکر کی غمازی کرتا ہے اور تاریخِ ہند کے اہم کردار کو مسخ کرنے کی دانستہ کوشش ہے۔شہاب الدین ایک رحم پرور اور خوفِ خدا رکھنے والا حکمران تھا۔عوفی نے ایک واقعہ ذِکر کیا ہے جس سے غوری کی رواداری کا اظہار ہوتا ہے۔

انہلواڑہ کے معرکہ میں ناکامی کے بعد کسی نے شہاب الدین غوری کو کہا کہ انہلواڑہ کا فلاں تاجر غزنی میں تجارت کرتا ہے اور اس کی دس لاکھ کی ملکیت کا سامانِ تجارت غزنی میں پہنچا ہوا ہے۔اسے ضبط کر کے شاہی خزانہ بھرلیں تاکہ شاہی شان وشوکت میں اضافہ ہو۔اس کے جواب میں سلطان کے کہے جملے سے پتہ چلتا ہے کہ غوری ایک بااصول اور روادار حکمران تھا۔سلطان نے کہا ''وسالہ بہر کا یہ مال اگر نہروالا (انہل واڑہ) میں ہوتا اور وہاں اس پر قبضہ کیا جاتا تو ہمارے لیے یہ حلال ہوتا لیکن غزنی میں اس مال پر قبضہ کرنا ہمارے لیے حرام ہے کیوں کہ وہ میری پناہ میں ہے۔''(۶)

تاریخِ ہند کی مشہور کتاب ہنری ایلیٹ کی مرتب کردہ ہے جو'' History of India as Told by its own Historians. '' کے نام سے آٹھ جلدوں میں ۱۸۶۶ء میں شائع ہوئی۔ ایلیٹ نے مختلف کتب تاریخ سے اقتباسات اکٹھے کیے ہیں اور اس کتاب کے لیے تاریخی مواد اس طرح اخذ کیا ہے کہ اختلاف، جنگ وجدل اور ظلم وجبر کی داستانوں کو انگریز سے ماقبل دور میں مرکزی حیثیت حاصل ہوگئی ہے۔یہی وہ کتاب ہے جسے کلیات وجامعات کے نصاب اور مابعد کی کتب تاریخ کے لیے مصدور وماخذ کا درجہ دیا گیا۔ہنری نے اصل حقائق سے چشم پوشی کرتے ہوئے بعض جزوی واقعات کو اس طرح پیش کیا کہ وہی اصل حقیقت معلوم ہونے لگے۔علامہ اسد مستشرقین کے اسی منہج تحقیق پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "They hardly ever investigate historical facts with an open mind, but start almost in every case from a for gone conclusion dictated by prejudice. They select the evidence according to the conslusion they a priori intend to reach. When an arbitrary selection of witness is impossible, they cut parts of the evidence of the available ones out of the context or interpret their statement in a spirit of unscientific malevolance."(7)

علامہ محمد اسد کے بقول مستشرقین تحقیق میں وسعتِ نظری سے کام نہیں لیتے اور پہلے سے طے شدہ مبنی بر تعصب نتائج سے تحقیق کا آغاز کرتے ہیں۔اسی طرح وہ اپنے مطلوبہ نتائج حاصل کرنے کے لیے تاریخی واقعات کو سیاق وسباق سے کاٹ کر پیش کرنے سے بھی گریز نہیں کرتے۔ہنری کی مرتب کردہ کتاب نے اہلِ ہندوستان کی شگفتہ زندگی میں زہر گھولا اور کئی نسلوں کو متاثر کیا پروفیسر خلیق احمد نظامی اس کتاب پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"In his attempt to serve the imperalistic needs of the British government of India, sir Henry Elliot blurred our Historical perspective and by. His subtle insinuations poisoned the springs of our National life for generations. These volumes have been the base of countless text books on Indian History and the virus so imperceptibly injected by elliot has dangrously effected the ideology of three generations."(8)

ہنری ایلیٹ کی لکھی تاریخ کے ردِّعمل میں سیّد سلیمان ندوی کی رہنمائی میں ''سلسلہ تدوین تاریخ ہند'' شروع کیا گیا تھا جس میں تاریخی معروضیت کو مدِنظر رکھتے ہوئے تاریخ لکھنے کا آغاز کیا گیا۔ پروفیسر خلیق احمد نظامی نے ایلیٹ کی تاریخ پر سپلیمنٹ (Supplement) لکھ کر اس کے مقاصد کی نشاندہی کی اور وہ تاریخی ماخذ بھی ذِکر کیے جنھیں ایلیٹ نے غیر اہم سمجھ کر نظر انداز کیا تھا اس سلسلہ میں ایک اہم کام ہندو مؤرخ پروفیسر ھودیوالا (S. H. Hodivala) کا ہے جنھوں نے بیس سال محنت کر کے ایلیٹ کے کام کا تنقیدی جائزہ اسٹڈیز ان انڈو مسلم ہسٹری (Studies in Indo-Muslim History) کے نام سے دو جلدوں میں پیش کیا۔

ہندوستان کی تاریخ لکھنے والے مستشرقین میں ایک اہم نام سٹینلے لین پول کا ہے جس کی کتاب ''عہدِ وسطیٰ کا ہندوستان'' (Medeival India) کو کتبِ تاریخِ ہند میں نمایاں مقام حاصل ہے۔ لین پول عموماً معتدل اور غیر جانبدار مؤرخ کے طور پر جانا جاتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ وہ بھی کئی مقامات پر واقعات کی غیر حقیقی صورت گری کرتا ہے۔ مسلمان سلاطین کی فتوحات ہند پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے:

"Thirty years Mahmud ravaged Hindustan from Indus to ganges and for thirty years Mohammad Ghori harried the same country in the same way."(9)

اس کے مطابق غزنوی وغوری تیس سال سرزمینِ ہند کو تاخت و تاراج اور پامال کرنے کے ارادے سے ہندوستان کا رُخ کرتے رہے۔ لین پول کی یہ دو سطریں بھی استشراقی ذہنیت کی عکاسی کرتی ہیں کہ جس کا مقصد غیر مسلموں (خاص طور پر ہندوؤں) کے اندر اسلام کے خلاف منافرت کو جنم دینا اور خود اہلِ اسلام کو اپنی تاریخ سے برگشتہ و متنفر کرنا ہے۔ سلاطین کے ادوار میں ہندوستانی معاشرہ کی ترقی و عروج کے لیے کیے گئے اقدامات تاریخ کی مستند کتب میں موجود ہیں لیکن مستشرقین چونکہ مخصوص زاویۂ فکر کے تحت کتب تحریر کرتے ہیں۔ اس لیے وہ صرف انھی واقعات کا تذکرہ کرتے ہیں جو استعماری مفادات کے حق میں ہوں اور اہلِ ہندوستان کے درمیان بغض و عناد کا باعث بنیں۔

مشہور امریکی مؤرخ ول ڈیورنٹ (Will Durant) مسلمانوں کی فتح ہندوستان کو تاریخِ

عالم کا خون آشام واقعہ قرار دیتا ہے۔ وہ لکھتا ہے:

"The Mohammedan Conquest of India was probably the bloodiest Story in History."(10)

ول ڈیورنٹ کا یہ قول تاریخی حقائق کو مسخ کرنے کی ایک دانستہ کوشش ہے جو مستشرقین کی غیر جانبداری (Impartial) کا پول بھی کھول رہی ہے۔ تعمیر و ترقی، عدل و انصاف، نظم وضبط، امن و رواداری اور علم وادب کے فروغ کے عظیم دور کو سیاہ دور قرار دینا تاریخ کا قتل ہے۔ مسلمانوں کی ہندوستان آمد اور اس کے اثرات کا تذکرہ کرتے ہوئے ڈاکٹر پٹابی سیتا رمیہ کہتے ہیں:

''مسلمانوں نے ہمارے کلچر کو مالا مال کیا ہے اور ہمارے نظم و نسق کو مستحکم اور مضبوط بنایا نیز وہ ملک کے دُور دراز حصوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے میں کامیاب ہوئے، اس ملک کے ادب اور اجتماعی زندگی میں ان کی چھاپ بہت گہری دکھائی دیتی ہے۔''(۱۱)

انگریز حکومت نے ہندوستان پر قائم اپنے اقتدار کو جواز فراہم کرنے اور دوام بخشنے کے لیے استشراقی تحقیقات کو اہلِ ہندوستان تک منتقل کرنے کے لیے شعبۂ تعلیم کا انتخاب کیا کیونکہ یہی وہ شعبہ تھا جس کے ذریعہ ہندوستان کی پروان چڑھتی نسلوں کی ذہن سازی مخصوص زاویۂ نگاہ کے مطابق کی جاسکتی تھی۔ ہندستانی تاریخ وتہذیب کے مشہور مستشرق عالم میکس ملر (Max Muller) سلطنتِ ہند کے ایک اہم عہدیدار کو لکھے گئے خط میں شعبۂ تعلیم کے ذریعہ ہندوستان کو فتح کرنے کے استشراقی عزم کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"India has been conquered once, but India must be conquered again and that second conquest should be a conquest by education."(12)

میکس ملر کی مذکورہ سطور مستشرقین کے جن ارادوں کی طرف اِشارہ کر رہی ہیں ان کا اظہار علمائے استشراق کی لکھی کتب تاریخ میں واضح طور پر موجود ہے۔ ہندوستانی تاریخ کے استشراقی ذخیرۂ کتب میں اکثریت ان مؤرخین کی ہے جو ایسٹ انڈیا کمپنی کے اعلیٰ فوجی یا انتظامی عہدیدار تھے۔ مثلاً میجر جنرل جان ملکم (Maj. General John Malcolm)، کیپٹن گرانٹ ڈف (Grant Duff)، جنرل برگز (Gen Briggs)، الفنسٹن (Elphinstone) (یہ بمبئی کا گورنر تھا) اور لیفٹیننٹ آر ایف برٹن (R.F. Burton)۔ ان لوگوں کی لکھی کتب تعلیمی اداروں میں شاملِ نصاب ہوئیں۔ تاریخ کی ان محرف کتب نے اہلِ ہند کے درمیان منافرت ومخالفت کے بیج بوئے جن کے اثرات مابعد کے ادب اور سماج میں مشاہدہ کیا جاسکتے ہیں۔

''سرکاری مدارس میں تاریخِ ہند کی تعلیم کا اضافہ بظاہر علم کے اضافے کے لیے ہے مگر درحقیقت یہ اقوامِ ہند کے قدیم اختلافات ونزاعات کے اضافے کے لیے ہے۔ ہماری یونی ورسٹیوں کی تاریخِ ہند کی کتابوں میں ڈھونڈ ڈھونڈ کر ایسی ہی باتیں جمع کی جاتی ہیں

جن سے ان دونوں قوموں (مسلمانوں اور ہندوؤں) کے جذبات میں مزید اشتعال پیدا ہو اور اس کا اتفاق آئندہ مشکل سے بڑھ کر محال ہو جائے۔ حالانکہ اس ملک کی تاریخ میں ایسے واقعات کی کمی نہیں جن کے پڑھنے سے ان دونوں قوموں کے درمیان اختلاط و محبت کے جذبات پیدا ہوں۔''(۱۳)

مشہور ہندو رہنما پنڈت جواہر لال نہرو مستشرقین کی لکھی ہندوستانی تواریخ کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

''انگریز مصنفوں کی لکھی ہوئی ہندوستان کی تاریخیں جو ہم میں سے اکثر کو مجبوراً پڑھنی پڑی ہیں عام طور پر انگریزی حکومت کی طرف سے صفائی کی بحثیں، اس کی شان میں لمبے چوڑے قصیدے ہیں۔ اس عہد سے پہلے کہ ہزاروں سال کے حالات کا ذکر ان میں ایک حقارت کے انداز سے ہوتا ہے۔ حقیقت میں ان کے نقطۂ نظر سے تو تاریخ انگریزوں کی ہندوستان آمد کے بعد سے شروع ہوتی ہے۔''(۱۴)

مستشرقین کی کتب تاریخِ ہند انگریزی عہد سے قبل دور کو ظلم و بربریت اور تخریب و فساد کا زمانہ ثابت کرتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اُن کا مرتب کردہ ذخیرۂ کتب تحریف و تدلیس کا ایسا مجموعہ ہے کہ جس کا مقصد نئی نسلوں کو اپنی تاریخ و روایت سے بدگماں کرنا ہے۔ اکیسویں صدی عیسوی میں سماجی علوم (Social Sciences) کے فروغ کی وجہ سے علم تاریخ کو نمایاں اہمیت ملی ہے۔ ضرورت اِس اَمر کی ہے کہ ہندوستان کی تاریخ از سرِ نو مرتب و مدون کی جائے۔ تاکہ تاریخ کا طالب علم اصل سرمایۂ تاریخ سے آشنا ہو سکے اس حوالہ سے بعض کوششیں کی گئی ہیں جو قابلِ تحسین ہیں۔ ادارہ دار المصنفین نے ''عرب و ہند کے تعلقات''، ''اورنگ زیب عالمگیر پر ایک نظر''، ''ارض القرآن'' اور ''تاریخ اسلام'' جیسی وقیع کتب شائع کر کے تاریخ نویسی کے ایسے خطوط متعارف کروائے ہیں کہ جن کو مدِنظر رکھ کر علمائے تاریخ اگر کتبِ تاریخ تصنیف کریں تو تاریخ کے طالبِ علم کو حقیقی سرمایۂ تاریخ سے متعارف کروایا جا سکتا ہے۔

نوّے کی دہائی میں ہندو عالم ستیش چندر امتال نے دو جلدوں میں ''India Distorted'' (A study of British Historians of India) کے نام سے کتاب تحریر کی جس میں استشراقی علماء کی تحریر کردہ کتب میں موجود تسامحات کی نشاندہی کی گئی ہے جو ایک قابلِ قدر کاوش ہے۔

مقالہ ہذا میں استشراقی ذخیرۂ کتب سے ماخوذ امثلہ سے یہ بات بخوبی سمجھی جا سکتی ہے کہ استعمار و استشراق کا باہمی گہرا تعلق رہا ہے۔ سیاست اور علم و تحقیق کے میادین میں دونوں ایک دوسرے کے مفادات کا تحفظ کرتے رہے ہیں۔ موجودہ دَور اس بات کا متقاضی ہے کہ علم و تحقیق کے نام پر علمائے استشراق نے جو تاریخی ذخیرہ مرتب و مدوّن کیا ہے اس کا تنقیدی مطالعہ کیا جائے تسامحات کی نشاندہی کر کے ان کا ازالہ کیا جائے تاکہ نئی نسلیں اصل تاریخی ادب سے روشناس ہو سکیں۔

□□□

حواشی وحوالہ جات

1- Ahmad Ghorab, Dr. Subverting Islam, The open press Kualalumpur, 1995, P:3.

2- Keen, H.G, History of India, London 1893, 477/1.

۳۔ نہرو، جواہر لال، تلاشِ ہند، مکتبہ جامعہ دہلی، ص۲۶۔۵۲۵

4- Ishwari, Topa, Politics in Pre-Mughal Times, Kitabistan Allahabad Dlon Don, 1938, P:45.

5- Elphistone, Mounstuart, History of India, John Murry Albemarle street London, 1889, P:364.

۶۔ عوفی محمد، جامع الحکایات ولوامع الروایات، دارالنوادر ملتان، ص ۴۷

7- Asad, Muhammad, Islam at the Cross Roads, Sheikh Muhammad Ashraf, Lahore, Edition 2007, P:32.

8- Nizami, Khaliq Ahmed, Supplement to elliot and Dowson's History of India, Idara Adbiyat, Dehli, 1981, (Vol-II) P:1.

9- Lane Poole, Stanley, Medieval India, Sang-e-meel Publication, Pakistan, 1997, P:48.

10-Will Durant, Story of Civilization, Dev Pbulications, Madras India, 459/1.

۱۱۔ ندوی، سیّد ابوالحسن علی، ہندوستانی مسلمان، مجلس نشریاتِ اسلام، کراچی، ص۲۹

12-The Life and Letters of the Right Honourable Friedrich Max Mullers, Longmans, Green, and Co. 39 Paternoster Row, London, 1902, 357/1.

۱۳۔ اعظمی، محمد الیاس، سیّد سلیمان ندوی بحیثیت مؤرخ، خدابخش اورینٹل پبلک لائبریری پٹنہ، ۲۰۰۱ء، ص۱۱

۱۴۔ تلاشِ ہند، ص۱۹۳

□□□